فضائلِ زکوٰۃ

قرآنِ کریم کی روشنی میں

مدیر

عالمی روحانی اسکالر

الحاج سید محمد علی شاہ

پیشکش

شعبہ ریسرچ سینٹر
مرکز جامعہ نور القرآن
سیکٹر H-11 ناگن چورنگی، نارتھ کراچی

فہرست مضامین

فضائلِ زکوۃ قرآنِ کریم کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝۲ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝۳"

(سورۃ البقرہ، الآیۃ:2/3)

ترجمہ کنز الایمان: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا "یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ" یا مطلق انفاق خواہ فرض

وواجب ہو جیسے زکٰوۃ، نذر، اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ، خواہ مستحب جیسے صدقاتِ نافلہ، اموات کا ایصالِ ثواب۔

مسئلہ: "مِمَّا" میں مِن تبعیضیہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق میں اسراف ممنوع ہے یعنی انفاق خواہ اپنے نفس پر ہو یا اپنے اہل پر یا کسی اور پر، اعتدال کے ساتھ ہو اسراف نہ ہونے پائے۔

"رَزَقْنَاهُمْ" کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں، ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے، اس کو اگر ہمارے حکم سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو اور یہ بُخل نہایت قبیح۔

(خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، الآیۃ:2/ 3)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت 245 میں فرمایا:

"مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۲۴۵﴾"

(سورۃ البقرہ، الآیۃ:245)

ترجمہ کنز الایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گُنا بڑھادے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا۔

یعنی راہ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے راہِ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمال لطف و کرم ہے بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ وہ اس انفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا۔

(اور اللہ) جس کے لئے چاہے روزی تنگ کرے جس کے لئے چاہے وسیع فرمائے تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔

(خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، الآیۃ:245)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَمِينُ الرَّحْمَنِ مَلأَى سَحَّاءُ لاَ يُغِيضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الأُخْرَى الْمِيزَانُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوتا ہے، (کبھی خالی نہیں ہوتا) بخشش و عطا کرتا رہتا ہے، رات و دن لٹانے اور اس کے دیتے رہنے سے بھی کمی نہیں ہوتی، آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے دیکھا (سوچا؟) جب سے اللہ نے آسمان پیدا کیے ہیں کتنا خرچ کر چکا ہے؟ اتنا کچھ خرچ کر چکنے کے باوجود اللہ کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی۔ اس کا عرش پانی پر ہے، اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے وہ اسے

بلند کرتا اور جھکاتا ہے (جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم)

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المائدۃ، الحدیث: 3045)

سورۂ بقرہ ہی کی آیت 261 میں ارشاد فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾" (سورۃ البقرہ، الآیۃ: 261)

ترجمہ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

(اس آیت میں) اللہ عزوجل کی بارگاہ میں خرچ کرنے والوں کی فضیلت ایک مثال کے ذریعے بیان کی جارہی ہے کہ ان کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں ایک دانہ بیج ڈالتاہے جس سے سات بالیاں اُگتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانے پیدا ہوتے ہیں۔ گویا ایک دانہ بیج کے طور پر ڈالنے والا سات سو گنا زیادہ حاصل کرتا ہے، اسی طرح جو شخص راہِ خدا میں خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے اخلاص کے اعتبار سے سات سو گنا زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اور یہ بھی کوئی حد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور وہ کریم اور سخی ہے جس کیلئے چاہے اسے اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرما دے، چنانچہ کئی جگہ پر اس سے بھی زیادہ نیکیوں کی بشارت ہے جیسے پیدل حج کرنے پر بعض روایتوں کے مطابق ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے:"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم: مِنْ حج

ماشيا كتب له بكل خطوة سبعمِئَة حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ، قَالَ بعضُهم: وَمَا حسناتُ الحرم؟ قال: كُلُّ حسنةٍ بِمِئَة ألف حسنةٍ"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے پیدل حج کیا اس کیلئے ہر قدم کے بدلے حرم کی سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں نے عرض کی کہ حرم کی نیکی کیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔(لہٰذا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئی)

(مسند البزار، مسند ابن عباس رضی اللہ عنہما، طاوس عن ابن عباس، الحدیث:4745)

آیت 262 میں فرمایا:

"اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾"

(سورۃ البقرہ، الآیۃ:262)

شانِ نزول:

یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ لئے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالٰی دونوں میں برکت فرمائے۔

(خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، تحت الآیۃ:262)

اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کے بعد احسان جتلانا اور جسے صدقہ دیا اسے تکلیف دینا ناجائز و ممنوع ہے اور اس سے صدقے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ احسان جتلانا تو یہ کہ

دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور اس کا دل میلا کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا مفلِس تھا مجبور تھا نکمّا تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں یہ ممنوع فرمایا گیا۔

(خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، الآیۃ:262)

آیت 265 میں ارشاد فرمایا:

"وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝۲۶۵"

(سورۃ البقرۃ، الآیۃ:265)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ اُسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

مفسر قرآن حضرت سید سید علامہ محمد نعیم الدین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی با اخلاص مؤمن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔

(خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، الآیۃ:265)

آیت 274 میں ارشاد فرمایا:

"اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۴"

(سورۃ البقرہ، الآیۃ:274)

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیگ (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو راہِ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں یعنی دن رات، خفیہ اعلانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔۔(تفسیرِ صاوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ:274)

شانِ نزول:

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے تھے دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر، ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا آپ نے ان چاروں کو خیرات کردیا۔ ایک رات میں ایک دن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر

فائدہ: آیت کریمہ میں نفقۂ لیل کو نفقۂ نہار پر اور نفقۂ سر کو نفقۂ علانیہ پر مقدم فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کرکے دینے سے افضل ہے۔

(خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، الآیۃ:274)

آیت 277 میں ارشاد فرمایا:

"یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیۡمٍ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ﴿۲۷۷﴾"

(سورۃ البقرہ، الآیۃ:276)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور اس کو برکت سے محروم کرتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس سے نہ صدقہ قبول کرے نہ حج نہ جہاد نہ صِلہ۔ جبکہ صدقات

وخیرات کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر وثواب بڑھاتا ہے۔

اور سورۂ اٰلِ عمران کی آیت 92 میں ارشاد فرمایا:

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۝۹۲"(سورۂ اٰلِ عمران، الآیۃ:92)

ترجمہ کنزالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کردیتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا

میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیر حا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اپنے اموال میں بیر حا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابو طلحہ نے بایمائے حضور اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری کو لکھا کہ میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لئے اس کو آزاد کر دیا۔

(خزائن العرفان، سورۃ اٰلِ عمران، الآیۃ:92)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"تَلَوْتُ هَذِهِ الْآيَةَ {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} [آل عمران: 92] فَذَكَرْتُ مَا أَعْطَانِي اللَّهُ تَعَالَى، فَمَا

وَجَدْتُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ جَارِيَتِي رَضِيَّةَ فَقُلْتُ: هِيَ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَلَوْلَا أَنِّي لَا أَعُودُ فِي شَيْءٍ جَعَلْتُهُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَنَكَحْتُهَا"

ترجمہ: میں نے اس آیت " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ " کی تلاوت کی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو یاد کیا(کہ کون سی نعمت مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے، جب غور کیا) تو میں نے اپنی باندی کو اپنے نزدیک سب سے زیادہ پیارا پایا، اس پر میں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جس چیز کو میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کر دیا، اس کی طرف نہ لوٹوں گا تو میں اس باندی سے نکاح کر لیتا۔(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما، الحدیث:6375)

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"لما نزلت هذه الآية " لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون" جاء زيد بفرس له فقال تصدق بهذا يا رسول الله فأعطاه

رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ابنه أسامة بن زيد بن حارثة فقال يا رسول الله إنما أردت أنأتصدق به فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قد قبلت صدقتك"

ترجمہ:جب یہ آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ "نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم آپ اس گھوڑے کو صدقہ کر دیں۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے وہ گھوڑا ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو عطا فرمادیا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے اس گھوڑے کو محض صدقہ کرنے کا ارادہ کیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تیرا صدقہ قبول کر لیا گیا ہے۔

(تاریخ دمشق ابن عسا کر،ذکر من اسمہ زید،زید بن حارثہ،الحدیث:4489)

سورۂ اٰلِ عمران ہی کی آیت 134 میں فرمایا:

"الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَۚ۝۱۳۴" (سورۂ اٰلِ عمران، الآیۃ: 134)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں پرہیزگاروں کے چار اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ (1) خوشحالی اور تنگدستی، ہر حال میں اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدِ عالم نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملے گا۔ (خزائن العرفان، سورۂ اٰلِ عمران، تحت الآیۃ: 134) (2) غصہ پی جاتے ہیں، (3) لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (4) احسان کرتے ہیں۔

اور سورۂ انعام کی آیت 4/5 میں ارشاد فرمایا:

"الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝"

(سورۃ الانعام، الآیۃ:3/4)

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچّے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

مذکورہ دو آیات میں سے پہلی میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دو اوصاف ایسے بیان فرمائے ہیں کہ جن کا تعلق ظاہری اعضاء کے اعمال سے ہے، پہلا وصف یہ ارشاد فرمایا کہ "وہ جو نماز قائم رکھیں" نماز قائم رکھنے سے مراد یہ ہے کہ فرض نمازوں کو ان کے تمام ارکان اور شرائط کے ساتھ اُن کے اوقات میں ادا کرنا۔

دوسرا وصف یہ ارشاد فرمایا کہ "اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرین" اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مال

اس جگہ خرچ کرتے ہیں جہاں خرچ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایاہے۔

اس معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینا ایمان والوں کا ایک اہم وصف ہے۔ اور دوسری آیت میں ان اوصاف کے حامل مؤمنین کے لئے تین جزائیں بیان کی گئی ہیں:

پہلی جزاء یہ ہے کہ ان کیلئے ان کے رب کے پاس کئی درجات ہیں۔ یعنی جنت میں ان کے لئے مراتب ہیں جو بعض دوسرے بعض سے بلند ہوں گے۔

دوسری جزاءیہ ہے کہ ان کے لئے مغفرت ہے۔ یعنی ان کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اور تیسری جزاء یہ ہے کہ ان کے لئے عزت والا رزق ہے۔ یعنی وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنت میں تیار فرمایا رکھاہے۔ اس رزق کو عزت والا اس لئے فرمایا گیا کہ مؤمنین کو یہ رزق ہمیشہ تعظیم واکرام کے ساتھ اور محنت ومشقت کے بغیر دیا جائے گا۔

اور سورۂ مائدہ کی آیت 55 میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾" (سورۃ المائدہ، الآیۃ:55)

ترجمہ کنز الایمان: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بیان فرمایا جن کے ساتھ موالات (یعنی دلی دوستی) واجب ہے۔ یہ ایسے ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

شانِ نُزول:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ہماری قوم قُرَیظہ اور نُضَیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور قسمیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست (ہم نشینی) نہ کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام نے کہا ہم راضی ہیں اللہ تعالٰی کے ربّ ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر، مؤمنین کے دوست ہونے پر اور حکم آیت کا تمام مؤمنین کے لئے عام ہے سب ایک دوسرے کے دوست اور محب ہیں۔

(تفسیرِ قرطبی، سورۃ المائدہ، تحت الآیۃ:55، خزائن العرفان، سورۃ المائدہ، تحت الآیۃ:55)

اور سورۂِ فاطر کی آیت 29 /30 میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَةً لَّنۡ تَبُوۡرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَ یَزِیۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ﴿۳۰﴾"(سورۂ فاطر، الآیۃ:29/30)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا (تباہی) نہیں تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

اس دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو پابندی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اس میں موجود احکام کا علم حاصل کرتے اور ان پر عمل کرتے ہیں اور نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت (ثواب) کے امیدوار ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے

اعمال کا ثواب بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور اپنی رحمت کے خزانوں سے انہیں اور زیادہ عطا کرے جس کے بارے میں عمل کرتے وقت انہوں نے تَصَوُّر تک نہ کیا ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی خطاؤں کو بخشنے والا اور ان کے نیک اعمال کی قدر فرمانے والا ہے۔

(تفسیرِ خازن، سورۂ فاطر، تحت الآیۃ: 29/30)

سایہ عرش میں جگہ پانے والے لوگ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى

حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ"

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے (عرش کے) سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔(1)عادل حکمران۔(2)وہ نوجوان جو اپنے رب عزوجل کی عبادت میں پروان چڑھا۔(3) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔(4)وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ سے محبت کے باعث اکھٹے ہوں اور اسی وجہ سے جدا ہوں۔(5)وہ آدمی جسے حیثیت اور جمال والی عورت بلائے تو وہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔(6)وہ آدمی جو چھپا کر خیرات کرے، یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(7)وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کے آنسو جاری ہو جائیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ۔۔۔الخ،الحدیث:660)

سورۂِ سبا کی آیت 39 میں فرمایا:

"قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ﴿۳۹﴾"

(سورۂ سبا:الآیۃ:39)

تم فرماؤ بیشک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم، آپ فرمادیں کہ بیشک میرا ربِ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اپنی حکمت کے مطابق رزق وسیع فرماتا اور جس کے لیے چاہے تنگ کردیتاہے اور اے لوگو! جو چیز تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروگے تو

وہ دنیا میں یا آخرت میں اس کے بدلے میں اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا جو کوئی کسی کو دیتا ہے خواہ بادشاہ لشکر کو یا آقا غلام کو یا صاحبِ خانہ اپنے عیال کو وہ اللہ تعالٰی کی پیدا کی ہوئی اور اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی میں سے دیتا ہے، رزق اور اس سے منتفع ہونے کے اسباب کا خالق سوائے اللہ تعالٰی کے کوئی نہیں وہی رزّاقِ حقیقی ہے۔

(تفسیرِ خازن، سورۃ السّبأ، تحت الآیۃ: 29 ملتقطاً)

سورۂ حدید کی آیت 11 میں ارشاد فرمایا:

"مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾" (سورۃ الحدید، الآیۃ: 11)

ترجمہ کنز الایمان: کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لئے دونے کرے اور اس کو عزّت کا ثواب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے مسکین، فقیر اور محتاج مسلمانوں کی مدد کرنے میں اپنا مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ

ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو خوش دلی کے ساتھ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے خرچ کرنے کا ثواب اسے کئی گُنا تک بڑھا کر دے اور اس اضافے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے اچھا اجر ہے اور اسے اس کے اعمال کا ثواب اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بارگاہ میں قبولیت کے ساتھ دیا جائے گا۔ اور اس انفاق کو اس مناسبت سے قرض فرمایا گیا ہے کہ اس پر جنّت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔
(تفسیر کبیر، سورۃ الحدید، تحت الآیۃ: 11، خزائن العرفان، سورۃ الحدید، تحت الآیۃ: 11)

سورۂ روم کی آیت 39 میں فرمایا:

"وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾" (سورۃ الروم، الآیۃ: 39)

ترجمہ کنز الایمان: اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو انہیں کے دونے ہیں۔

ایک قول کے مطابق اس آیت کے پہلے حصے سے وہ تحفے مراد ہیں جو اس نیت سے دیئے جاتے تھے کہ جسے تحفہ دیا وہ اس سے زیادہ دے گا، مفسرِ قرآن حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا اور کسی شخص کو اس نیّت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہو گی کیونکہ یہ عمل خالصاً لِلّٰہِ تَعالٰی نہیں ہوا۔

(خزائن العرفان، سورۃ الروم، الآیۃ:39)

شادی وغیرہ پر تحفہ دینے والوں کے لئے نصیحت:

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو شادی بیاہ کے موقع پر اپنے رشتہ داروں یا دوست احباب کو تحائف وغیرہ دیتے ہیں لیکن اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ یا تو اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ زیادہ دینے پر ان کی خوب تعریف کریں، یا اس لئے دیتے ہیں کہ خاندان میں ان کی ناک اونچی رہے، یا صرف اس لئے دیتے ہیں کہ انہیں پانچ کے دس ہزار ملیں ،ایسے لوگ ثواب کے مستحق نہیں ہیں۔

اور مذکوہ آیت کے دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات دیتے ہیں کہ اس سے نہ تو ان کا بدلہ لینا مقصود ہوتا ہے اور نہ ہی نام و نمود تو ان ہی لوگوں کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا اور انہیں ایک نیکی کا ثواب دس گنا زیادہ دیا جائے گا۔

اور حدیث مبارکہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ حلال ہی کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقے کو قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے مالک کے لئے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی تربیّت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب طیّب، الحدیث: 1410)

اور سورۂ نور کی آیت 37/38 میں ارشاد فرمایا:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾"(سورۃ النور، الآیۃ:37/38)

ترجمہ کنزالایمان:وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودااور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں، تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی۔

اس آیت میں نور سے ہدایت حاصل کرنے والوں کے چند ظاہری و باطنی اعمال ذکر فرمائے گئے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ نور سے ہدایت حاصل کرنے والے وہ مرد ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے قلبی و لسانی ذکر اور نماز کے

اوقات پر مسجدوں کی حاضری سے، نماز قائم کرنے اور انہیں وقت پر ادا کرنے سے اور زکوٰۃ کو وقت پر دینے سے غافل نہیں کرتی۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ان نیک کاموں میں اس لئے مشغول ہوتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بہتر اَعمال کا ثواب عطا کرے اور صرف یہی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رِزق عطا فرماتا ہے۔

سورۂِ توبہ کی آیت میں 71 میں اشاد فرمایا:

"وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۝۷۱"

(سورۃالتوبہ،الآیۃ:71)

ترجمہ کنز الایمان:اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور

نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور مومنات کے اوصاف، ان کے اچھے اعمال اور ان کے اس اجر و ثواب کو بیان فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ان کے لئے تیار فرما رکھا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں ، اور باہم دینی محبت و موالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔ اوراللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم پر ایمان لانے اور شریعت کی اتباع کرنے کا حکم دینے والے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں ، نماز قائم رکھتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ اٰلہ وسلم کا حکم مانتے ہیں۔ ان صفات کے حامل مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ تعالیٰ رحم

فرمائے گا اور انہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا اور بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

مذکورہ آیت میں مؤمنین کے 5 اوصاف بیان کئے گئے۔

(1) ایک دوسرے کے دوست اور رفیق ہیں۔

(2) بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

(3) نماز قائم رکھتے ہیں۔

(4) زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

(5) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا حکم مانتے ہیں۔

سورۂ نمل کی آیت 3/4 میں فرمایا:

"هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝" (سورۃ النمل، الآیۃ: 3/4)

ترجمہ کنز الایمان: ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کو وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ان دون آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن ان لوگوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم رکھتے ہیں اور اس پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے شرائط و آداب و جملہ حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور جب ان کے مال پر زکوٰۃ فرض ہو جائے تو خوش دلی سے ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

دعا:

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مکمل زکوٰۃ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ واٰلہ وسلم۔